الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ
دار الافتاء والقضاء

متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

email: darulifta@gmail.com | web: www.onlinefatawa.com | ph: +92 21 32570077 | fax: +92 21 32564586

سیریل نمبر	32302	نام	ام عبداللہ	مطلوب	عموی
تاریخ	12/14/2017	پتہ	?		
رابطہ نمبر		موضوع	تفویض طلاق		
ای میل		کاتب	مفتی عطاء اللہ اسماعیل		

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ہمارے نکاح نامہ فارم میں ایک جگہ تفویضِ طلاق کا ذکر ہے کہ یہ حق بیوی کو تفویض کیا ہے، آگے لکھا ہے "ہاں"، جب میں نے اس کے متعلق اپنے شوہر سے پوچھا تو اس نے کہا کہ بڑوں نے لکھا ہوگا، مجھے تو اس کے بارے میں پتہ بھی نہیں، نہ مجھ سے پوچھا گیا ہے، چونکہ اسکی وجہ سے مجھے طلاق کے وہم کی بیماری ہے تو میں نے اور میرے شوہر نے مل کر اس "ہاں" کو کاٹ کر "نہیں" لکھا، اور میرے شوہر نے کہا کہ اگر میں نے یہ حق دیا بھی ہے تو میں اس کو واپس لیتا ہوں۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ حق بیوی کو کب سونپا جاسکتا ہے؟ نکاح سے پہلے فارم لکھتے وقت یا زبانی ایجاب و قبول کے وقت؟ اگر زبانی ایجاب و قبول کے دوران نہ ہو بلکہ پہلے سے فارم پر لکھا ہو شوہر سے پوچھے بغیر اور شوہر بغیر دیکھے اس پر دستخط کردے تو اس صورت میں یہ معتبر ہے کہ نہیں؟ اور اگر اس کا اعتبار ہے تو ہمیشہ کیلئے ہے یا کچھ متعین مدت کیلئے؟ اور اگر میاں بیوی آپس کی رضامندی سے اس حق کو ختم کرنا چاہیں (چاہے یہ تفویض مطلقاً ہو یا دوام کے الفاظ کے ساتھ ہو) تو ختم کرسکتے ہیں یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ حکم شرعی تحریر فرما کر ہمیں اس پریشانی سے نجات دلائیں۔ اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نیز اگر شوہر نے مطلق اجازت دی ہو، فارم میں "ہاں" لکھ دیا ہو، تو اس سے کونسی طلاق کا حق ملتا ہے؟ ایک رجعی یا تین یا طلاق بائن کا؟ اور اگر اس حق کے بعد عورت کوئی کنائی لفظ طلاق کی نیت سے بولے تو کیا طلاق بائن واقع ہو جائے گی؟ فقط

المستفتیہ: ام عبداللہ

الجواب حامداً ومصلیاً

اولاً: یہ جان لینا چاہیے کہ تفویض کے معنی سپرد کرنے کے ہیں اور کسی چیز کے سپرد کرنے کا حق اس شخص کو ہوتا ہے جس کے پاس وہ حق موجود ہو، یہ معاملہ چونکہ طلاق سے متعلق ہے اور طلاق کا اختیار شرعاً مرد کو حاصل ہوتا ہے، اسلئے اگر بوقتِ ضرورت شوہر اپنی بیوی کو طلاق کا یہ اختیار سپرد کردے تو بیوی کے پاس بھی اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار اور قوت آجاتی ہے اور یہ قوت شوہر کے اختیار دینے پر منحصر ہے، چنانچہ وہ ایک طلاق کا اختیار دے تو ایک، دو کا اختیار دے تو دو اور اگر تین طلاقوں کا اختیار اسے دے تو وہ تین طلاقیں بھی اپنے اوپر واقع کرسکتی ہے، اسی طرح اگر وہ طلاقِ رجعی کا اختیار دے تو طلاق رجعی کا اور اگر بائن کا اختیار دے تو بیوی کو بھی اپنے اوپر طلاقِ بائن واقع کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر شوہر نے مطلق طلاق کا اختیار سپرد کردیا ہو تو بیوی کتنی طلاقیں

اپنے اوپر واقع کر سکتی ہے، اس کا مدار شوہر کی نیت پر ہے، اس نے جتنی کی نیت کی ہو بیوی کو بھی اتنی ہی طلاقوں کا اختیار ہو گا، اگر شوہر کی کوئی نیت نہ تھی تو بیوی کو فقط ایک طلاقِ رجعی کا اختیار حاصل ہو گا۔ (کمافی الهندیہ)۔

ثانیاً: پھر مطلقاً اختیار دینے کی صورت میں یہ اختیار اسی مجلس تک ہی محدود ہوتا ہے جس میں اختیار دیا گیا یا جس مجلس میں بیوی کو اس اختیار کا علم ہوا، اگر اسی مجلس میں اس نے یہ اختیار استعمال کرتے ہوئے اپنے اوپر طلاق واقع کر دی تو بہتر، ورنہ مجلس بدل جانے کے ساتھ ہی یہ اختیار بھی ختم ہو جائے گا، الا یہ کہ "الفاظِ تفویض" میں ایسا عموم ہو جو ہمیشہ یا کسی خاص لمبی مدت تک کیلئے اختیار باقی رہنے پر دلالت کرتے ہوں، مثلاً یوں کہہ دیا جائے کہ بیوی کو اختیار ہے کہ "جب تک ہمارا نکاح قائم ہے اس دوران جس وقت بھی چاہے "یا" ایک ماہ تک جب بھی چاہے" اپنے اوپر طلاق واقع کرے" ، تو پہلی صورت میں جب تک یہ نکاح برقرار ہے اس وقت تک ہمیشہ اور دوسری صورت میں ایک ماہ تک یہ اختیار رہے گا، اسی مجلس کے ساتھ مقید نہ ہو گا۔

اسی طرح اگر شوہر نے مطلقاً" طلاق صریح" کا اختیار دیا ہو (اس میں وہ تمام الفاظ شامل ہیں جس سے رجعی طلاق واقع ہوتی ہے) تو بیوی کو طلاق بائن واقع کرنے کا اختیار نہیں، اور نہ ہی بیوی کے کسی کنائی لفظ استعمال کرنے سے اس پر طلاق واقع ہو گی۔

ثالثاً: یہ جاننا چاہیے کہ طلاق کا یہ اختیار تفویض کرنے کی تین (3) صورتیں ہیں:

(1)۔۔ نکاح سے قبل تفویض: اس کیلئے شرط یہ ہے کہ نکاح کی طرف اس کی نسبت کی جائے، مثلاً یوں لکھ دیا جائے کہ "اگر میں فلاں بنت فلاں سے نکاح کروں تو۔۔ الخ"، اگر نکاح کی طرف اسکی اضافت اور نسبت کیے بغیر مطلقاً تفویض کیا گیا تو یہ شرعاً غیر معتبر ہو گا۔

(2)۔۔ دوران عقد ایجاب و قبول کے وقت تفویض: اس کیلئے شرط یہ ہے کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو اور وہ خود یا اس کا ولی ایجاب کے دوران ہی اس تفویض کی شرط کو ذکر کرے اور پھر شوہر قبول کے الفاظ بولے، اگر ایسا نہ کیا گیا بلکہ پہلے شوہر نے ایجاب کے الفاظ بولے جس میں تفویض کا کوئی ذکر نہ کیا ہو اور پھر عورت کی طرف سے تفویض کی شرط کے ساتھ قبول ہوا ہو تو اس تفویض کا بھی شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔

(3)۔۔ تفویض کی تیسری صورت یہ ہے کہ نکاح کے بعد شوہر اپنی مرضی سے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو سپرد کر دے تو اس سے بھی یہ اختیار بیوی کو حاصل ہو جاتا ہے۔

جبکہ جو نکاح نامہ نکاح کے بعد بنتا ہے اس میں تفویض کے خانہ میں "ہاں" لکھ دینے سے بھی یہ اختیار بیوی کے سپرد ہو جاتا ہے، اسلئے "تفویض" کے مطلب کو خوب سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے، تاہم اس صورت میں یہ اختیار کتنی طلاقوں کا اور کب تک ہو گا اس کا دارومدار تفویض کے الفاظ پر ہے جس کی تفصیل گذر چکی، اگر کوئی بھی لفظ نہ بولا ہو بلکہ صرف "ہاں" ہی لکھ دیا ہو تو وہ اسی مجلس تک محدود ہو گا۔

رابعاً: ایک بار طلاق کا اختیار تفویض کرنے کے بعد شوہر اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔

خامسا: اگر طلاق نامہ میں تفویض کے خانہ میں شوہر کے اولیاء نے اسکے علم میں لائے بغیر "ہاں" لکھ دیا جیسا کہ سوال میں درج صورت میں ہے اور شوہر نے اسے پڑھے بغیر اس پر دستخط کر دیا ہو تو یہ تفویض شرعاً غیر معتبر ہو گی، اگر واقعۃً یہی صورت ہو تو بلاوجہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

اس تفصیل کی روشنی میں امید ہے کہ سائلہ کو اپنے تمام سوالوں کا جواب مل گیا ہو گا۔

فی رد المحتار : باب تفويض الطلاق أي تفويضه للزوجة أو غيرها صريحا كان التفويض أو كناية ، يقال : فوض له الأمر : أي رده إليه حموي (باب تفويض الطلاق)۔

وفيه ايضاً : تحت قوله (قوله قال لها اختاري) أشار بعدم ذكر قبولها إلى أنه تمليك يتم بالمملك وحده فلو رجع قبل انقضاء المجلس لم يصح ، وقيد باقتصاره على التخيير المطلق لأنه لو قال لها اختاري الطلاق فقالت اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية لأنه لما صرح بالطلاق كان التخيير بين الإتيان بالرجعي وتركه ط عن البحر ـ (رد المحتار : كتاب الطلاق ، باب التفويض)۔

و فی الهندية : قال لامرأته : طلقي نفسك ونوى الثلاث فطلقت نفسها ثلاثا مجتمعا أو متفرقا أو قالت : طلقت نفسي فثلاث ولو طلقت واحدة أو ثنتين وقعت ولو طلقت واحدة وسكتت ثم ثنتين وقعت واحدة كذا في التمرتاشي وإن نوى ثنتين تقع واحدة إلا إذا كانت أمة كذا في السراج الوهاج وإن نوى واحدة لم يقع شيء بإيقاع الثلاث عند أبي حنيفة - رحمه الله تعالى - وعندهما تقع واحدة ولو طلقت واحدة ولا نية للزوج أو نوى واحدة فهي رجعية ـ (كتاب الطلاق، الفصل الثالث فی المشية)۔

و فی الدر المختار: (قال لها اختاري أو أمرك بيدك ينوي) تفويض (الطلاق) لأنها كناية فلا يعملان بلا نية (أو طلقي نفسك فلها أن تطلق في مجلس علمها به) مشافهة أو إخبارا (وإن طال) يوما أو أكثر ما لم يوقته ويمضي الوقت قبل علمها (ما لم تقم) لتبدل مجلسها حقيقة (أو) حكما بأن (تعمل ما يقطعه) مما يدل على الإعراض لأنه تمليك فيتوقف على قبول في المجلس لا توكيل ، فلم يصح رجوعه ، حتى لو خيرها ثم حلف أن لا يطلقها فطلقت لم يحنث في الأصح (لا) تطلق (بعده) أي المجلس (إلا إذا زاد) في قوله طلقي نفسك وأخواته (متى شئت أو متى ما شئت أو إذا شئت أو إذا ما شئت) فلا يتقيد بالمجلس (ولم يصح رجوعه) لما مر .(كتاب الطلاق، باب تفويض الطلاق)۔

و فی العالمگيرية : و ليس للزوج ان يرجع فی ذلک و لاينهاها عما جعل اليها و لا يفسخ ، كذا فی الجوهرة (ج2 ص 75)۔

و فی الشامية : (قوله ما لم يوقته إلخ) فلو قال : جعلت لها أن تطلق نفسها اليوم اعتبر مجلس علمها في هذا اليوم ، فلو مضى اليوم ثم علمت خرج الأمر عن يدها ، وكذا كل وقت قيد التفويض به وهي غائبة ولم تعلم حتى انقضى بطل خيارها

فتح وبحر وسيأتي فروع في التوقيت آخر الباب وأنه لا يبطل الموقت بالإعراض .(رد المحتار، باب تفويض الطلاق)-

وفى الشامية ايضا : وإن لم يقر أنه كتابه ولم تقم بينة لكنه وصف الأمر على وجهه لا تطلق قضاء ولا ديانة ، وكذا كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه لا يقع الطلاق ما لم يقر أنه كتابه ا هـ ملخصا (باب الطلاق بالكتابة) ـ

وقال العلامة الحصكفى رحمه الله : [فروع] نكحها على أن أمرها بيدها صح ؛

وفى الهامش : (قوله صح) مقيد بما إذا ابتدأت المرأة فقالت زوجت نفسي منك على أن أمري بيدي أطلق نفسي كلما أريد أو على أني طالق فقال الزوج قبلت ، أما لو بدأ الزوج لا تطلق ولا يصح الأمر بيدها كما في البحر عن الخلاصة والبزازية ـ (الدر المختار مع رد المحتار ، قبيل فصل فى المشية ، كتاب الطلاق)۔ والله اعلم بالصواب۔

عطاء اللہ عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ کراچی

02/ ربیع الثانی/ 1439ھ

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ بنوریہ

۲ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ

رئیس

۳۲۳۰۲

۱۴۳۹/۴/۲ھ

21/12/17